وشوابھارتی یونیورسٹی کے
فارسی، عربی اور اردو مخطوطات

عبدالوہاب بدر بستوی سنٹرل لائبریری، وشوابھارتی یونیورسٹی، شانتی نکیتن (مغربی بنگال)

(۳)

خلاصۃ الخمسہ نظامی | تلخیص کنندہ نامعلوم الاسم، صفحات ۲۴، کاتب عبدالصمد صدیقی بردوانی (مغربی بنگال)، تاریخ کتابت ۱۸ مارچ سنہ ۱۸۵۵ء، مقام کتابت پرگنہ سلیم پور علاقہ پولیس تھانہ سین پہاڑی و دیوانی چوکی گوپال پور ضلع بیربھوم (مغربی بنگال)۔ کتابت نیم خط شکستہ اور اوراق حرص جراثیم سے محفوظ ہیں۔

نسخہ مذکور ۳۵ معنون ابواب پر مشتمل ہے لیکن حیرت ہے کہ دیباچہ کی آخری سطر میں ۳۸ ابواب کی اطلاع ذکر کی گئی ہے۔ باب ششم[6] اور سی و یکم[31] کا کوئی عنوان نہیں۔ باب بست و دوم[22] اور بست و سوم[23] کا عنوان مکرر ہے۔ اس کے بعد ابواب بست و ہفتم[27] اور سی و دوم[32] تا سی و پنجم[35] پر ہند سے غلط لگے ہوئے ہیں۔ خدابخش لائبریری اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ کے نسخوں میں ۳۷ ابواب ہیں۔ ڈبلو۔ اوانو (W. IVANAOW) نے لکھا ہے کہ "حقیقت میں اس نسخہ خلاصہ کی ترتیب انتالیس[39] ابواب کے ساتھ مرتب

ہوئی تھی [1]۔"

یہ منتخب و ملخص نسخہ مواعظ و نصائح والے اشعار سے ترتیب دیا گیا ہے جس کی تشریح دیباچہ میں واضح ہے:

"بجہت مطالعہ خوش طبعان و ہنرمندان مثنوی چند از گفتار ملک الحکماء شیخ نظامی گنجہ قدس روحہ کہ مشحون از مواعظ و مملو از نصائح است۔"

نیز تلخیص کنندہ نے ہر باب کے تحت خمسہ کی جن جن مثنویوں سے اشعار کا انتخاب کیا ہے اُن کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ یہ نسخہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدر آباد، خدا بخش لائبریری پٹنہ اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں بھی موجود ہے۔ افسوس ہے مذکورہ لائبریریوں کے علاوہ مسٹر چارلس ریو اور ہرمن ایتھے وغیرہ کو بھی اسم مرتب کہیں سے نہیں مل سکا۔

اب ملّا سعد عظیم آبادی کی چار شرحیں مسلسل ذکر کی جاتی ہیں۔ پھر آخر میں ملا موصوف کے دیگر علمی کارناموں کی مختصر فہرست پیش کی جائے گی۔

(۱) شرح یوسف زلیخا جامی از ملّا محمد سعد عظیم آبادی، صفحات ۱۲، کاتب سلیم اللہ باشندۂ ضلع بردوان (مغربی بنگال)، سال کتابت کا ذکر نہیں ہے۔ یہ نسخہ صرف ابتدائی داستانوں کی شرح ہے جس کے متعلق شارح اختتامیہ میں لکھتے ہیں:

"غیر یک جز میسّر نہ شد، ایں را غنیمت دانستہ نوشتم"

شارح موصوف نے اپنے احباب کی فرمائش پر اس شرح کی ضرورت محسوس کی۔

---

[1] کیٹلاگ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ: ص ۲۱۰۔

جس کی ترتیب کے دوران کتب لغت اور اساتذہ شعراء کے کلام سے استفادہ کرتے ہوئے سرانجام دی۔ دیباچہ میں رقمطراز ہیں:

"بعضی دوستان فراوان التماس شرح بعضی الفاظ وابیات آن کتاب ونصاب کردند۔ بنابران چند کلمہ در بعضی تفسیر کلمات محتاج بہ بیان اورا از روی کتب لغت در حیز تحریر آوردم، برخی ابیات را نیز چنانکہ از استادان شنیدہ بودم منقح کردم۔"

(۲) باغستان شرح بوستان از ملا محمد سعد عظیم آبادی۔ صفحات ۱۲۸، کاتب (مذکورہ بالا شرح یوسف زلیخا)، کتابت نیم خط شکستہ لیکن صاف ہے، سن کتابت مذکور نہیں، اوراق دندانِ کرم سے محفوظ ہیں۔ یہ شرح از ابتدا تا باب ہفتم کی تیئیسویں[۲۳] حکایت تک ہے۔ جن میں دو[۲] صفحات مقدمۂ شارح ہیں اور صرف دیباچہ بوستان کی شرح سترہ[۱۷] صفحات تک پھیلی ہوئی ہے۔ سالِ شرح کے متعلق دیباچہ میں نمایاں طور پر ظاہر ہے کہ یہ شرح "ابتدای ماہ رمضان ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۵ء" میں مکمل ہوئی۔

ملا موصوف نے بہت ساری کتابوں کا عرق کشید کر کے اس شرح میں محفوظ کر دیا ہے جو بوستان سعدی کے الفاظ اور فقروں کو سمجھنے کے لئے لغت کی کتابوں کے مطالعے سے کسی حد تک بے نیاز کر دیتی ہے۔ کتب لغت میں سے فرہنگ ابراہیمی، مؤید الفضلاء اور صراح وغیرہ، شعراء میں صائب، خاقانی، امیر خسرو، حافظ، انوری، رومی، نظامی، حکیم ثنائی اور رشید وطواط وغیرہ، نحویوں میں سے خلیل بن احمد، تفاسیر میں سے بیضاوی شریف نیز احادیث اور کتب تواریخ شارح موصوف کے ماخذ تھے۔

(۴) شرح گلستان از ملا محمد سعد عظیم آبادی، صفحات ۳۲۸، کاتب شیخ غلام محی الدین، تاریخ کتابت ۱۳ ماہ جیٹھ سنہ ۱۱۸۴ بنگلہ سال (۱۷۷۷ء)، کتابت خوشخط۔ مجموعی طور پر نسخہ مکمل اور اچھی حالت میں ہے، البتہ دیباچہ ناقص اور چند مقامات پر الفاظ کرم خوردہ ہیں۔ شارح موصوف نے صرف دیباچہ گلستان کے ۵۴ صفحات تک اپنی تشریحی خصوصیت کا کمال دکھایا ہے۔ دوران شرح ذیل کے ذرائع ملا سعد کے پیش نظر تھے:

لغات:

فرہنگ ابراہیمی، صراح، فرہنگ رشیدی، شرف نامہ، کنز اللغات، لسان الشعراء اور مؤید الفضلاء وغیرہ۔

اشعارِ شعراء:

انوری، نظامی، حافظ، خاقانی، رومی، جامی، فردوسی، امیر خسرو، ہاتفی، فیضی وغیرہ۔

مختلف کتب:

تفسیر بیضاوی، تلویح، شافیہ، کافیہ، شرح وقایہ، تفسیر واعظ کاشفی، اخلاق ناصری، منطق الطیر اور حبیب السیر وغیرہ۔

نسخہ ہذا میں شرح کے مخصوص نام اور اسمِ شارح کا ذکر نہیں مل سکا کیونکہ مقدمۂ شارح ناقص ہے اور آخر میں کاتب نے بھی وضاحت کی زحمت گوارا نہ کی۔ البتہ ڈھاکہ یونیورسٹی لائبریری (بنگلہ دیش) کی کٹلگ جلد اول صفحہ [۳] پر شارح کا نام ملا سعد عظیم آبادی اور شرح مسمّٰی شکرستان کا ثبوت ملتا ہے۔ ڈبلو۔ اِوانو (W. IVANAW) نے شارح ملا سعد تو ضرور لکھا ہے لیکن شرح کا نام صرف

"شرح گلستان"[1]، مسٹر چارلس ریو (CHARLES RIEU) نے شرح کا نام "شکرستان" لکھا ہے لیکن اسم شارح کی وضاحت نہ کر سکے[2]۔ اورنیشنل لائبریری (بوہار کلیکشن) کلکتہ جلد اول کے صفحہ ۲۳۷ پر بھی "شکرستان" کا نام درج ہے اور شارح کا نام محمد سعید بتایا ہے۔ محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو صاحب نے بھی شرح مذکور کا نام "شکرستان" اور سالِ شرح ۱۰۹۵ھ/۱۶۸۵ء لکھا ہے۔ نیز شارح موصوف کے نام سے متعلق اپنی تحقیق بتائی ہے کہ موصوف کا نام محمد سعید تھا اور سعد تخلص۔ بعض تذکرہ نگاروں نے ان کا نام درج کیا اور بعضوں نے صرف تخلص پر اکتفا کیا[3]۔ لیکن یہ بالکل یقینی ہے کہ موجودہ شرح ملا سعد عظیم آبادی ہی کی ہے جس کا اندازہ موصوف کی باغستان شرح بوستان اور شرح یوسف زلیخا کی عبارتوں اور طرز تحریر سے کیا جا سکتا ہے۔ فارسی کی معمولی استعداد بھی جسے ہوگی وہ اس گتھی کو بآسانی سلجھا لے گا۔ سالِ شرح کے تعین میں دو طرح کی اطلاعیں ملتی ہیں:
مسٹر ریو اور کٹلاگ ڈھاکہ یونیورسٹی کے مرتب ۱۰۹۵ھ/۱۶۸۳ء لکھتے ہیں لیکن مسٹر اوانو ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۵ء کی اطلاع دیتے ہیں۔

(۴) بساطین اللغۃ از ملا محمد سعد عظیم آبادی، صفحات ۲۳۴، اسم کاتب اور سالِ کتابت نامذکور، متن خوشخط اور سرخ روشنائی سے کتابت کیا گیا ہے لیکن شرح کے لئے سیاہ مستعمل ہے۔ ابتدا ناقص ہونے کے باوجود بہتر

---

[1] ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ: ص ۲۳۵۔

[2] برٹش میوزیم لندن، جلد دوم: ص ۶۰۷۔

[3] ماہنامہ رسالہ "اردو" جنوری ۱۹۴۳ء: ص ۱۳۴، مضمون بعنوان "خالق باری کے طرز کے تین بہاری مخطوطات"۔

حالت میں ہے۔

یہ نسخہ مکاتباتِ علامی (ابوالفضل) کی لغت پر مشتمل ہے جس کے تین دفتروں میں سے پہلے دفتر کے ابتدائی جو تین خطوط عبداللہ خان ازبک کے نام ہیں ان میں سے مکتوب دوم کی لغت سے نسخہ کی ابتدا ہے۔ لغت ہذا مرتب کرتے وقت ملا سعد نے مؤید الفضلاء، قاموس، نصاب الصبیان، شافیہ اور خاقانی، انوری، حافظ، کمال اسماعیل، اہلی شیرازی کے اشعار سے استفادہ کیا ہے۔ لیکن تعجب ہے ملا موصوف نے بہت سارے مشکل الفاظ کی لغت بتانے سے گریز کیا۔ مثلاً تہوّر، صمیمی، متز، میانی، مرآت، ضیاگستر، اشراقات، انطباع، مجتنب، اورنگ، مساعدت، اُبہت، فرورفتن، ہموارہ، اوضاع اور انام وغیرہ۔ یہ وہ الفاظ ہیں جن کے معانی ومفہوم کا علم عام فارسی سے لگاؤ رکھنے والے اشخاص کے بارے میں مجھے شبہ ہے۔ بخلاف اس کے ایسے سہل اور عام فہم الفاظ کے معانی درج کیے ہیں جنھیں معمولی فارسی کی شُدبُد رکھنے والے اشخاص کے علاوہ جہلاء تک اپنی روزمرہ کی بول چال میں استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر مدد، رونق، بازار، لباس، ادا، ذرہ، اوسط، معصوم، منزل، شرارت اور سرکش جیسے الفاظ۔ لغت کی ترتیب کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ الفاظ مشکلہ کا حل اِس طرح شائقینِ علم کے سامنے آجائے جس سے لفظی گتھیاں سلجھ جائیں۔ اگر یہ مقصد پورا ہوتا ہوا نظر نہ آئے تو ایسی لغات معیوب اور نامکمل خیال کی جاتی ہیں۔

پیش نظر نسخہ مسلم یونیورسٹی لائبریری (سبحان اللہ کلیکشن)، علی گڈھ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں بھی ہے۔ ملا محمد سعد عظیم آباد (پٹنہ، بہار) کے رہنے والے اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دورِ حکومت میں دہلی کے گورنر عاقل خاں رازی (متوفی ۱۱۰۸ھ / ۱۶۹۶ء) کی ہم جلیسی کے شرف سے مشرف تھے۔ آپ نے شاعری بھی کی ہے جس کے لئے دو تخلصوں (سعد و غالب) پر قبضہ جما رکھا تھا۔ چنانچہ ان دونوں سے الگ الگ

دی[۲] دیوان کی ترتیب بھی دے رکھی تھی۔ موصوف کو فارسی اور عربی زبانوں پر یکساں عبور حاصل تھا جس کے ثبوت میں ان کے متعدد علمی کارنامے ہیں۔ کیٹلاگ خدا بخش لائبریری پٹنہ جلد نہم صفحہ ۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پچپن ۵۵ علمی کارنامے کتابی صورت میں بطور یادگار ہیں۔ ذیل میں ان کی ایک مختصر فہرست پیش کی جاتی ہے:

(الف) تصانیف:

۱۔ دیوان

۲۔ دیوان (سال ترتیب ۱۱۰۱ھ / ۹۰-۱۶۸۹ء)

۳۔ نصاب طفلاں (سال تالیف ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷ء)

۴۔ میزان الاشعار (سال ترتیب ۱۷۰۴ء)

(ب) شروح و فرہنگہا:

۱۔ شرح مقامات حریری

۲۔ شرح کافیہ

۳۔ عافیہ (شرح شافیہ ابن حاجب، سال ترتیب ۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۵ء)

۴۔ شرح تہذیب (منطق)

۵۔ قندیل (شرح مصباح لناصر بن عبدالسید المطرزی۔ یہ ایک عربی قواعد کی کتاب ہے۔ سال ترتیب ۱۱۰۶ھ / ۱۶۹۴ء)

۶۔ شرح نصاب مثلث بدیعی

۷۔ شرح نصاب بدیع

۸۔ شرح نصاب الصبیان

۹۔ میزان

۱۰۔ فرہنگ مکاتبات علامی (سال ترتیب ۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۰ء)

۱۱۔ شرح سکندر نامہ نظامی (درسال ۱۰۹۶ھ / ۸۵-۱۶۸۴ء)

۱۲۔ شرف نامہ نظامی (درسال ۱۰۹۶ھ / ۸۵-۱۶۸۴ء)

۱۳۔ شرح گلستاں

۱۴۔ شرح بوستاں

۱۵۔ فرہنگ غزلیات حافظ

۱۶۔ فرہنگ قصائد بدر چاچ

۱۷۔ شرح یوسف زلیخا جامی

۱۸۔ حدیقۃ اللغۃ (فرہنگ اخلاق ناصری)

۱۹۔ فرہنگ انتخاب مثنوی رومی

۲۰۔ خطبات رومی کا فارسی ترجمہ (لبسال ۱۱۰۵ھ / ۹۴-۱۶۹۳ء)

۲۱۔ انتخاب بے بدل (شرح جامی کی شرح بسال ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۱ء) وغیرہ۔

یہ مختصر فہرست کٹلاگ انڈیا آفس لائبریری لندن، کٹلاگ خدا بخش لائبریری پٹنہ اور "فارسی ادب بعہد اورنگ زیب" مصنفہ ڈاکٹر نورالحسن انصاری (دہلی یونیورسٹی) کی بنیاد پر پیش کی گئی ہے۔ افسوس ہے کہ ملا سعد کا سالِ وفات اب تک اپنی زیرِ مطالعہ کتب میں مجھے نہیں مل سکا۔

مؤید الفضلاء

مصنف محمد بن لاد بن عبدالوہاب دہلوی، صفحات ۵۵۸، ابتدا ناقص، اسم کاتب مذکور نہیں، سال کتابت ۱۰۱۰ھ / ۱۶۰۱ء، کتابت نستعلیق۔ اوراق پر جا بجا دندانِ کرم کے نشانات پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے الفاظ کہیں کہیں ضائع ہوگئے ہیں۔ لیکن بعد میں اوراق پر ٹرلیسنگ کاغذ لگوا کر جلد بندی کرا دینے سے نسخہ محفوظ ہوگیا ہے۔

یہ نسخہ عربی، فارسی اور ترکی الفاظ کی لغت پر مشتمل باب الالف سے باب الیاء

تک ہے۔ ترتیب لغت کے لئے پہلا عنوان "کتاب" اس کے تحت "ابواب"۔۔۔۔۔۔ اور پھر اس کے تحت "فصول"۔ عنوان کتاب کے تحت حروف تہجی کا پہلا حرف "باب" کے تحت لفظ کا آخری حرف اور "فصل" کے تحت پہلے عربی الفاظ، پھر فارسی اور اس کے بعد ترکی الفاظ کے لغات کی ترتیب اختیار کی گئی ہے۔ پیش نظر نسخہ "کتاب الالف" کے باب الہاء، فصل فارسی کے آخری حصے سے شروع ہے اور اس کے پہلے کا لغتی حصہ نیز دیباچہ ناقص ہے۔ دیگر جگہوں کے نسخوں کے بارے میں یہ اطلاع ملتی ہے کہ اس لغت مؤید الفضلاء کے آخر میں مصنف نے فارسی قواعد، حساب اور تصرفات وزن سے متعلق مفید معلومات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ یہاں کے نسخہ میں یہ مطبوعہ معلومات نہیں ہیں۔ دیباچہ ناقص ہونے کی وجہ سے لغت مذکور سے متعلق جو خصوصیات اس میں مصنف نے ذکر کی تھیں ان سے استفادہ نہیں کیا جا سکا۔ اسی طرح حیاتِ مصنف کے سلسلے میں مختلف کتب کے مطالعہ کے باوجود یاس و نامرادی کے سوا کچھ نہ ملا۔

یہ لغت نولکشور سے ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء میں طبع ہو چکی ہے جس کی ایک کاپی مدرسہ[1] عالیہ کلکتہ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ نیز قلمی صورت میں کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد اور اخش لائبریری پٹنہ، یونیورسٹی لائبریری بمبئی، نیشنل لائبریری (بوہار کلیکشن) کلکتہ اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں پائی جاتی ہے۔

ترتیب لغت کے دوران شیخ محمد بن لاد دہلوی نے مختلف کتب سے استفادہ کیا ہے۔ مثلاً گلستان الشعراء، التاج، الصراح، موائد الفوائد، زفان گویا، دستور الافاضل، ادات الفضلاء، شرف نامہ، طب حقائق الاشیاء، شرح مخزن الاسرار،

---

[1] مدرسہ مذکور میں قلمی نسخہ بھی ہے۔

قنیۃ الطالبین، فرہنگ علمی اور فخر قواس ۔ نیز شاہنامہ، خمسۂ نظامی، دیوانہای سنائی، کاشانی، انوری، ظہیر، اسہری، حافظ، سلمان اور سعدی کے الفاظ و محاورات کی تشریحات شامل کی ہیں ۔

مصنف موصوف نے اپنی یہ لغت سلطان ابراہیم لودھی کے زمانے میں ۹۲۵ھ / ۱۵۱۹ء میں پایۂ تکمیل کو پہونچائی ۔ حیرت ہے کہ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کی ایسی ماہر شخصیت کی زندگی کے بارے میں مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے کیوں بے اعتنائی اختیار کی ؟

سلطان ابراہیم لودھی عظیم و کامیاب سلطان سکندر لودھی (عہد حکومت ۸۹۴-۹۲۳ھ / ۱۴۸۸-۱۵۱۷ء) کا فرزند کلاں تھا جو صورت و سیرت اور سخاوت و شجاعت کے لحاظ سے اپنے عہد کا ایک جاذب نظر بادشاہ گذرا ہے ۔ باپ کی وفات کے بعد سکندری امراء اور عمائدین سلطنت نے اسے ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء میں تخت نشین کیا ۔ تقریباً نو سال تک حکومت کرنے کے بعد پانی پت کے تاریخی اور مشہور میدانِ کارزار میں مغل شاہنشاہ ظہیر الدین محمد بابر کے لشکر کے ساتھ معرکہ آرائی کرتا ہوا ۹۳۲ھ / ۱۵۲۵ء میں بحالتِ کس مپرسی حربۂ موت کا شکار ہوگیا ۔ حالانکہ سلطان ابراہیم پچاس ہزار کا لشکر جرار اور دو ہزار ہاتھی کو تمثال لے کر شہنشاہ بابر کے صرف چوبیس ہزار سپاہیوں سے مقابل ہوا تھا لیکن ابراہیمی فوج کی اکثریت نے غداری کی ۔ صرف پانچ ہزار جانبازوں نے عین جنگ کے موقعہ پر وفاداری کا ثبوت دیا ۔ چنانچہ اسی غداری کے پیشِ نظر سلطان ابراہیم کے ایک خصوصی شخص محمود خاں نے عرض کیا کہ "بتقاضای وقت مناسب ہے کہ سرِ دست جنگ سے باز رہ کر چنداں تیاری کرلیں، پھر مغلوں سے نبرد آزما ہوں ۔" اِس گذارش پر ابراہیم نے جو جواب دیا وہ رہتی دنیا تک دیگر شہنشاہوں، سپہ سالاروں، وزیراعظموں اور عام لوگوں کے لئے بھی باعث عبرت و تقلید ہے ۔ سلطان نے محمود خاں کو

کہا کہ "ہمارے مصاحبین اور رفقاء تو جام شہادت نوش کرتے ہوئے بحالتِ بیکسی میدان کارزار میں جا بجا خون میں لت پت پڑے ہوئے ہوں اور میں بے فکر اپنے لوازمات عیش و عشرت میں مست رہوں۔ جب میرے وفاداران اور خیر خواہان ہی نہ بچے تو پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گا؟ جب تک حالات سازگار تھے عیش سلطانی کے مزے لے لئے، اب فلک نے میرے ساتھ کج روی کی روش اختیار کی تو بہتر یہی ہے کہ میں بھی اپنے جانبازوں کے ساتھ مجلس شہادت میں شریک ہو کر سرخروئی حاصل کر لوں۔ مؤرخ احمد یادگار (متوفی ۱۱ویں صدی ہجری / ۱۷ویں صدی عیسوی) کے قلم سے کچھ تفصیل ملاحظہ کیجئے:

"میان ہر دو بادشاہ بطرف مشرق قصبہ پانی پت جنگی عظیم شدہ کہ دیدۂ روزگار ندیدہ بود۔ اکثر سپاہ سلطان ابراہیم بقتل رسید و جمعی کہ از سلطان آزردہ دل بودند بے جنگ روی گردان شدند۔ سلطان با معدودے چند ایستادہ بود، محمود خان بعرض رسانید کہ کار بغایت تنگ شدہ است بہتر است کہ بذات خود از جنگ گاہ محترز شدہ بدر آیند، اگر سلامتی بادشاہ خواہد بود سپاہ باز بسیار بہم خواہد رسید و باز با مغل حرب می توانیم کرد، تقاضای وقت دیدہ کار را از پیش بریم، و دیگر آنچہ بر رای اعلیٰ برسد صواب خواہد بود۔ سلطان فرمود کہ محمود خان! بادشاہان را از معرکہ بدر شدن عار است، بنگر اینک امرایان و مصاحبان ما و خیر خواہان و دوستان ما شربت شہادت چشیدہ اند و جابجا افتادہ اند، اکنون کمو رویم؟

پای اسپ خود تا سینہ غرقِ خون می بینم، تا زمانیکہ عہدِ من بود پادشاہی کردیم وکام دل را ندیم، اکنون فلک غدّار بکام مغل شد از زندگانی مرا چہ حظ ؟ بہتر اینست کہ ماہم میانِ یاران بخاک وخون یکجا باشیم۔ این سخن فرمود وبپنج ہزار سوار جرّار کہ از خاصان ماندہ بود در معرکہ در آمد، بغایت قتلِ مغلان نمود، بعد ازان در آخر روز بشہادت رسید[1]۔"

سلطان ابراہیم کی شہادت کے بعد شہنشاہ بابر نے اس کے ساتھ کیا نیک سلوک کیا؟ اس کے متعلق احمد یادگار مزید لکھتے ہیں:

"چون از شہید شدنِ او خبر بپادشاہ بابر رسید، دلاور خان را فرستاد تا تحقیق نماید۔ او در معرکۂ قتال در آمد، سلطان ابراہیم را در خاک وخون افتادہ دید، تاج از سر جدا شدہ وآفتاب گیر جدا افتادہ۔ دلاور خان از مشاہدۂ آن حال گریست ورفتہ بعرض رسانید۔ بابر بادشاہ بنفس نفیس خود آنجا آمد، آن سلطان چار بالش را در خاک وخون دید، دران حال عبرت بخش بر خود لرزید، سر او از خاک برگرفت وگفت آفرین باد بر جوانمردی تو! فرمود کہ پارچہای زربفت بیارند واز قند حلوا طیار کنند۔ دلاور خان وامیر خلیفہ وجہانگیر قلی را فرمود تا آن سلطان

---

[1] تاریخ سلاطینِ افاغنہ (تاریخ شاہی): ص ۹۶، ۹۷۔

مرحوم را غسل دادہ در انجا کہ مرتبۂ شہادت یافتہ بود دفن کنند۔"[لے]

شرح نصاب الصبیان شارح محمد بن فصیح (کریم الدین دشت بیاضی)۔ صفحات ۱۷۲، درمیان اور آخر ناقص، کاتب و سال کتابت نامذکور، کتابت نیم نستعلیق۔ کتابت میں جا بجا خامیاں ہیں، نسخہ مجلد ہے لیکن جلد بندی کے دوران جلد ساز نے اکثر اوراق کی الٹ پلٹ کر سلائی کر دی ہے۔

پیش نظر نسخہ میں صرف ۳۷ قطعات کی شرح ہے جس کے اصل متن کا تعارف ماہ فروری ۱۹۸۳ء کے برہان میں پیش کیا جا چکا ہے۔ متن کے اشعار قطعات سے یہ مشرح کچھ مختلف ہے۔ شارح موصوف نے متن کے علاوہ کچھ الحاقی قطعات کی بھی شرح کی ہے جس کی وضاحت دیباچہ میں کرتے ہیں:

> کتاب نصاب الصبیان کہ مسمیٰ است بر انواع فوائد و اصناف عوائد نسخ خوب نزد مرغوب تر بودہ جناب مخدومی و استادی و والدی و من علیہ اعتمادی بیتی چند مشتمل بر لغات مبہمہ کہ درین کتاب نبود بہ قطعہای آن الحاق کردہ۔ پیش ازین الحاق این کتاب شروح نوشتہ بودند و شرح آن علیحدہ متناسب نبود شرحی نوشتم محتوی بر تصحیح لغات سابقہ و لاحقہ بزبان فارسی گویان تا فائدہ اش اتم و عائدہ فائدہ اش اتم باشد۔"

یہ شرح مطبع نولکشور لکھنؤ سے ۱۸۸۱ء میں طبع ہو چکی ہے جس کی ایک کاپی

لے تاریخ سلاطین افاغنہ (تاریخ شاہی): ص ۹۷۔

مدرسہ عالیہ کلکتہ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ قلمی شکل میں کتب خانہ[۱] آصفیہ سرکار عالی حیدر آباد اور کتب خانہ ٹونک (راجستھان) میں بھی پائی جاتی ہے۔ مسٹر ہرمن اینتھے (H. Ethe) کی تحریر کے مطابق انڈیا آفس لائبریری میں جو نسخہ ہے اس کے آخر میں سالِ شرح ۱۱۹۳ھ / ۱۷۷۹ء درج ہے[۲]۔

تخلص سے شارحِ موصوف کے شاعر ہونے کا گمان ہوتا ہے اور یہ حضرت شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کے دور میں تھے۔ اس سے زیادہ موصوف کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہوسکی۔

(باقی آئندہ)

---

۱ کتب خانہ مذکور میں یہ شرح خود شارح کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

۲ کٹلگ انڈیا آفس لائبریری لندن، جلد اول: ص ۱۲۹۶۔

قرنِ اوّل کا ایک مُدبّر

ایک حوصلہ مند عرب مدبّر کی زندگی کا تحقیقی جائزہ جس نے اہل بیت کی حمایت اور ان کی شہادت کے انتقام کی مہم چلاکر موالی اور غلاموں کو عربوں کے سیاسی و معاشی استبداد سے نکالنے کی تحریک اٹھا کر اور مذہبی بہروپ بھر کر پہلی صدی ہجری (ساتویں صدی عیسوی کے ربع ثالث) میں حکومت قائم کی تھی۔

ضخامت ۲۴۸ صفحات، سائز ۱۸×۲۲/۸

قیمت مجلد -/6 روپے

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد دہلی